Lesson 7: Al-Kahf (Ayaat 100-110): Day 28

سُورَۃُ الکھف کی تفسیر

خلاصہ۔ آیات پر جانے سے پہلے سبق کا خلاصہ، پچھلے سبق میں ہم نے یاجوج اور ماجوج کا قصہ پڑھا اب ان آیات میں جن کو آپ سورت کی وہ دس آیات بھی کہہ سکتے ہیں جن کے بارے میں اللہ کے نبی نے فرمایا! سورہ کہف کے سرے یعنی شروع کی دس آیات اور آخری دس آیات، یہ فتنہ دجال سے نجات کیلئے ڈھال ہوں گی۔

1۔ اس میں ہم قیامت کے کچھ مناظر دیکھیں گے۔ قیامت سے پہلے دنیا کے جو حالات ہونگے اس کا تذکرہ ہے۔

3۔ ہر طرف لڑائیاں ہوں گی، لوگ خواہ مخواہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں گے اور اس کے بعد وہ لوگ جن کی آنکھیں اللہ کے ذکر سے دور تھیں، جن کو اللہ کی یاد نہیں آئی ان کے ساتھ اس دن کیا ہو گا۔

3۔ تیسری چیز کہ احسرین اعمال کون سے ہوتے ہیں؟ یعنی بینک کرپٹ کر دینے والے اعمال کون سے ہیں، اور خاص طور پر وہ لوگ جو یہ خوش فہمی رکھتے ہیں کہ ہم بہت اچھے کام کر رہے ہیں لیکن ان کے کام بظاہر کتنے ہی چمکتے دمکتے کیوں نہ ہوں لیکن سُنت سے دُوری کی وجہ سے وہ قیامت کے دن رسوائی کا ذریعہ بنیں گے۔

4۔ اگلی بات کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایمان لا کر عمل صالح کرنے والوں کی مہمانی کس چیز سے کریں گے؟

اس پورے سبق کا تھیم ہے کہ جہنم میں داخل ہونے کے لیے کفر کے ساتھ کسی اور چیز کی ضرورت

نہیں ہے لیکن جنت میں جانے کے لیے ایمان کے ساتھ عمل صالح شرط ہے۔ اس سبق کی روشنی میں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا بھی دیکھیں گے۔

خلوص نیت کیا ہوتی ہے۔ اللہ کے معاملے میں انسان کا اخلاص کیا ہے۔ یہ ساری باتیں ان آیات میں آئیں گی۔ آیئے آیات کے ساتھ چلتے ہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾

اور اُس روز ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے کہ (سمندر کی موجوں کی طرح) ایک دُوسرے سے گتھم گتھا ہوں اور صُور پھُونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

قیامت سے پہلے رونما ہونے والے جنگی واقعات کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کے دنیا میں فساد پھیلانے کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ لفظ يَمُوجُ "اِیجاجا" سے ہے۔

اور آگ کے گولے کو کہتے ہیں۔ پچھلی آیات میں ہم نے پڑھا کہ یہ فساد برپا کرنے والے لوگ ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے ذوالقرنین نے ایک دیوار بنا دی تھی۔ قیامت کے قریب یہ دوبارہ نکلیں گے۔ یہ بھی پوری دنیا میں اس طرح پھیل جائیں گے، سورۃ انبیاء آیت 96،98 میں بھی ان کی تباہی کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے،

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾

یہاں تک کہ جب یاجُوج وماجُوج کھول دیے جائیں گے اور ہر بلندی سے وہ نکل پڑیں گے۔

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾

اور وعدہ بر حق کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا تو یکا یک اُن لوگوں کے دیدے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا تھا کہیں گے "ہائے ہماری کم بختی، ہم اِس چیز کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے، بلکہ ہم خطاکار تھے "

جب قیامت پوری ہونے کا وقت آ پہنچے گا، اس وقت ان لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی جنہوں نے کفر کیا ہو گا اور یہ کہیں گے يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ

ہائے ہماری کم بختی ہم اس چیز کے بارے میں غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ بلکہ واقعہ ہی ہم خطاکار تھے۔ یہاں لفظ "يَأْجُوجُ" وہی ہے جسے اردو میں موجیں مارنا کہتے ہیں۔ یعنی ایک چیز موجود ہے اور دوسری بھی آ جائے۔ جیسے سمندر کے اوپر موجیں ایک کے اوپر دوسری آتی ہیں۔ دنیا میں اس طرح سے فتنہ ہو گا کہ اللہ کی پناہ۔ ایسے لگے گا کہ چاروں طرف سے فتنے ٹوٹ پڑے۔ اللہ کے نبی کی بتائی ہوئی پیش گوئی کہ انگوٹھے کے چھلے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو چکا ہے اور اس کی وجہ سے اب دنیا میں فتنے آئیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے لے کر جو فتنوں کا آغاز ہوا تو آج آپ اس کی انتہا دیکھ سکتے ہیں۔ میں اور آپ اس کو اپنے اوپر لے کر سوچیں کہ یہ کیسا وقت ہو گا۔ جو لوگ اس وقت دنیا میں ہوں گے ان کے لیے کتنی آزمائش کا وقت ہو گا۔ کہہ رہے ہیں کہ ایسے لوگ اس دن موجیں ماریں گے۔ دنیا میں افراتفری کا عالم ہو گا۔ روایات میں یہاں تک آتا ہے کہ یہ دریاؤں اور سمندروں کا پانی پی جائیں گے، ہر چیز کو ہڑپ کر جائیں گے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آدم خور ہوں انسانوں کو بھی کھا جائیں۔

ایک غلط تصور کیا جاتا ہے کہ یہ چینی لوگ ہیں ان کے گول چہرے چپٹے ناک ہونگے، کسی کام میں ان کو کثرت سے دیکھنا اور کہنا کہ یہ یاجوج ماجوج ہیں، اور یہ جانوروں کو کھاتے ہیں ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

یہاں جو کہا گیا کہ موجیں ماریں گے تو 1962 میں چائنہ اور انڈیا کی ایک جنگ ہوئی، تو اس کی جھلکیاں جو اخباروں میں چھپیں، اس میں یہی تھا، کہ waves after waves یعنی اس طرح دشمن کی فوجیں انڈیا میں داخل ہو رہی تھیں، ایسے لگتا تھا کہ یہ پورے شہر کو کھا جائیں گی۔

یہ سب کچھ ہو ہی رہا ہو گا کہ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ کہ لوگ پناہ لینے کے لیے پہاڑوں میں چلے جائیں گے، جنگلوں میں چلے جائیں گے اور حدیث میں آتا ہے کہ قیامت بدترین مخلوق پر آئے گی۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو قیامت نہ دکھانا۔ قیامت بذات خود عذاب کی ایک شکل ہے۔ کسی جگہ سونامی کے آنے کی خبر سن کر دل دہلتا ہے، لیکن ان لوگوں کا کیا حال ہوتا ہو گا جو ان موجوں کے تھپیڑوں سے پٹخے جاتے ہوں گے۔ اور ان کے گھر تباہ ہوتے ہوں گے۔ تو قیامت کا ذکر سننا ہی اپنی جگہ بہت بڑی بات ہے کہاں کہ پھر قیامت کو اپنے اوپر سے گزارنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ وقت بہت تکلیف کا وقت ہو گا۔ روایات میں یہاں تک آتا ہے کہ قیامت کے قریب کوئی شخص لفظ "اللہ" کہنے والا نہیں ہو گا۔

قرآن پاک کے صفحے ختم ہو جائیں گے۔ حفاظ کے سینوں سے قرآن کو اٹھا لیا جائے گا۔

دنیامیں اتنی بے چینی ہوگی کہ جب لوگ قبرستان کے پاس سے گزریں گے تو صاحب قبر کو مخاطب کرکے کہیں گے کاش تیری طرح میں زمین کے سینے کی بجائے زمین کی گود میں ہوتا۔یعنی قبروں میں رہنے والے لوگ زیادہ مطمئن اور مسرور دکھ رہے ہونگے،عام لوگوں کی نسبت۔تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ وقت آنے والا ہے اس وقت کی تیاری کرلو۔ہوگا کیا؟

وَّعَرَضۡنَا جَهَنَّمَ يَوۡمَٮِٕذٍ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ عَرۡضَا ۙ﴿۱۰۰﴾ اور وہ دن ہوگا جب ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔

عَرۡضَا ۙ پیش کرنا،کہ ہم جہنم کافروں کے سامنے لے آئیں گے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ ہم نے تمہارے لئے انجام تیار کیا۔کون سے کافر؟

جہاں لفظ کافر آتا ہے تو ہم شکر کا سانس لیتے ہیں کہ ہم بچ گئے،یہ ہماری بات نہیں ہے لیکن یہاں وہ کافر ہیں کہ اۨلَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ یہ وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں اللہ کے ذکر سے پردے میں تھیں اور ان کی دوسری خوبی۔

وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ﴿۱۰۱﴾ اور کچھ سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے۔

اور وہ تو سن بھی نہیں سکتے تھے۔یہ کون لوگ ہیں،جو اندھے اور بہرے بن کر دنیا سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔حقیقی مسبب الاسباب کو بالکل فراموش کر چکے ہیں۔صرف دنیاوی اسباب اور وسائل پر بھروسا کرتے ہیں۔دنیا میں ان کی ساری تگ ودو،ساری دوڑ دھوپ دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگلی آیتوں میں اور ہی چبھنے والا انداز نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اتنی توفیق دی کہ ہم آج اس کتاب کو پڑھ رہے ہیں کہ جس کو کوئی آج تک بدل نہیں سکا۔ جب اس میں ایک بات کی خبر دے دی جائے تو کیا وہ بات سچی ہو گی یا جھوٹی۔ کیا آج آپ امت مسلمہ کے اندر ایسے کافر نظر آتے ہیں کہ جن کی آنکھیں اللہ کی یاد سے اندھی اور جن کے کان اللہ کی یاد سے بہرے ہوں۔ یہ کیسا کردار ہے، ہم سب اسے اپنے ارد گرد میں ڈھونڈیں، تو ہمیں بہت کچھ ملے گا۔ ایسے لوگوں کو نہ اللہ کی کتاب سے دلچسپی نہ اللہ کے رسول سے دلچسپی اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بارے میں یہ سوچ بیٹھے ہیں کہ ہم بہت اچھے کام کرتے ہیں۔ پورے حصے میں ایک ہی سبق ہے اس لئے اگلی آیات کو ساتھ لے کر چلتے ہیں ہو گا کیا۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

تو کیا یہ لوگ، جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے، یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں؟ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

کیا تم نے دیکھا کافر کون تھے۔ جن کے کان سن نہیں سکتے تھے اور آنکھیں حق دیکھ نہیں سکتی تھیں۔ یہاں سے سورت کا آخری رکوع شروع ہوتا ہے۔ واضح طور پر بتا دیا کہ اللہ کی طرف سے کون لوگ حقیقی گمراہی کفر اور دجل کا شکار ہیں۔ اگرچہ قرب قیامت کے زمانے میں دجال اکبر آئے گا، یعنی یہ فتنہ تو ہے، اس کا ظہور ہو گا، لیکن آج عمومی طور پر انسانیت کے سامنے جو دجالیت کا فتنہ ہے وہ "حصولِ دنیا" ہے۔ ھَلْ مِّنْ مَّزِيْد، کچھ اور دنیا مل جائے، کچھ اور مل جائے۔ انسان دنیا حاصل کرنے میں اتنا مگن ہے کبھی تعلیم مکمل کرنے میں، پھر نوکری ڈھونڈنے میں، پھر اس کمائی کو سنبھالنے میں اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ پھر نمازیں بھی جاتی ہیں، جمعہ کی نماز بھی اس لیے چلی جاتی ہے کہ کہیں کمائی میں کمی نہ آ

جائے۔اسے نہ اپنے آخرت کے گھر کی فکر اور نہ خالق اور مالک کی مرضی کی کوئی ہوش۔ایسا شخص اس دنیا کی طلب میں کھو جاتا ہے۔جس کی صرف ظاہری چمک دمک ہے لیکن اس کے اندر کچھ نہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سوچنے کا نقطہ دیتے ہیں اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا کیا کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے، کونسے کافر اوپر والے۔وہ کافر جو غیر مسلم ہیں یا اللہ کو نہیں مانتے ان کے بارے میں قرآن بہت کم بولتا ہے۔ایسے لوگوں کا بہت کم ذکر ہے۔زیادہ ان کا تذکرہ ہے کہ جو اللہ کو مان کے بھی نہیں پہچانتے۔قیامت کے دن سب سے زیادہ حساب اس کا ہو گا جو خود کو اللہ والا کہہ کر اللہ کو نہ ماننے والا ہو گا۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا انہوں نے یہ سوچ لیا ہے کہ کمزور چیزیں، مادی چیزیں یا قبروں کے اندر سوئے ہوئے انسان جن کو میں نے ہی پیدا کیا، اس ایک آیت میں ہر قسم کے بت کی نفی ہے۔ہر چیز اللہ ہی کی بنائی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کیا یہ ان کمزور چیزوں کو مان کر مجھے چھوڑ دیں گے۔کتنے ناسمجھ ہیں مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ کیا یہ ان کے حمایتی بنیں گے۔اس میں نبی بھی آتے ہیں، فرشتے بھی آتے ہیں، تو کیا نعوذ باللہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔آج کے نیک لوگ سبھی اسی میں آتے ہیں جن کی قبریں اور مزار بنا کر لوگ ان کو پوجتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ کیا ان کا گمان ہے کہ میرے بندے میرے مقابلے میں ان کی مدد کریں گے۔کبھی کوئی بیٹی اپنی ماں کے مقابلے میں دوسرے کی حمایت نہیں کرے گی۔کیا یہ ہستیاں، میرے بندے، حضرت عیسیٰ علیہ سلام، یا عبد القادر جیلانی میرے مقابلے میں تمہاری مدد کریں گے، وہ تو نہیں کریں گے لیکن تم اپنا انجام سوچ لو، اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا یقیناً ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کے لیے تیار کر رکھا ہے مہمانی کے لئے۔

اسی آیت کے نیچے لکھ لیں "شرک" کہ ان لوگوں نے شرک کر کے اپنی مدد کے لئے سارے راستے بند کر لئے۔ سورۃ فاتحہ سے لے کر آج تک سینکڑوں بار شرک کا ذکر ہوا ہے۔ پہلی چیز شرک ہے، جو انسان کو کفر پر لے آتی ہے۔ اس آیت کا ٹاپک "شرک" لکھ لیں۔ سب سے پہلی چیز جو کفر پہ لاتی ہے وہ شرک ہے۔

اب اگلی آیت میں ایک دوسرا "خبطِ اعمال" بننے والا عمل، اور وہ کیا ہے؟

قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ؕ ﴿۱۰۳﴾ اے محمدؐ، ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟

ایک لفظ خاسر، خاسِرین ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ بینک کرپٹ وہ شخص ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالٰی کہتے ہیں کہ روک سکتے ہو تو روک لو وہ کون لوگ ہیں؟

اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾

وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔

ساری زندگی دنیا کے پیچھے بھاگتے رہے اور دل کا حال یہ تھا کہ وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا، اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ انکو لگتا ہے آج ہم دنیا کما کر، اپنے کاروبار بڑھا کر، ترقی کر کے جائیدادوں میں اضافہ کر کے مادی کامیابیوں کو پا کر ہم بہت کامیاب ہیں۔ ہمارا مال بڑھتا جا رہا ہے، لیکن اللہ کا فیصلہ یہ ہے۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا اس لیے اُن کے سارے اعمال ضائع ہو گئے، قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

اس آیت میں ان کے جرم کی داستان کھل رہی ہے۔

1۔ پہلی بات اللہ کی آیتوں کا انکار۔۔2۔ اور دوسرا اس کی ملاقات کا انکار کیا۔

انتہائی انجام یہی ہے فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ کہ اعمال برباد ہو گئے۔

کیسے برباد ہو گئے؟ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ہم تو قیامت کے دن کوئی ترازو بھی نہیں رکھیں گے، یعنی تولنا تو دور کی بات ہم وقت ہی ضائع نہیں کریں گے۔ تو جب اعمال تولے جائیں گے تو ان کو کہا جائے گا کہ تم فیل ہو۔

یعنی بلا مقابلہ فیل۔ کئی لوگ کسی کے تقابل میں جا کے فیل ہوتے ہیں، کوئی شخص پیپر میں کچھ نہ لکھے تو ایگزیمنر اس کے پیپر کو چیک کرنے میں وقت ضائع نہیں کرے گا۔ تو یہ فیل لوگوں کی فہرست میں اول درجے کے ناکام لوگ ہیں۔ اللہ ان کے لئے ترازو بھی نہیں رکھے گا۔ کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ آپ کوشش کرتے ہیں کہ چلو ان کو فائدہ ہو جائے۔ جبکہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جنکے لیے آپ کوشش بھی نہیں کرتے۔ آپ ان سے اتنے مایوس ہوتے ہیں، کیونکہ یہ وقت بھی نہیں لگاتے اور مال بھی نہیں لگاتے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے قیامت کے دن کوئی ترازو نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب سے سخت حساب "کلمہ گو" لوگوں کا ہو گا۔

آپ کسی کام کے بارے میں اس سے پوچھیں گے جس نے امید دلائی ہوتی ہے، جو دعوٰی کرتا ہے کہ میں یہ کام کرلوں گا۔ کبھی کسی دوسرے کو کوئی کال بھی نہیں کرتا۔ کالز اُنہیں کو کی جاتی ہیں جو کسی کام کا دعوٰی کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ سختی بھی انہی کی آتی ہے جو کمٹ کرتے ہیں۔ اس کو اپنے اوپر لیں امت مسلمہ کا ایک فرد، قیامت کے دن اللہ کس سے پوچھے گا کہ دنیا میں امن آیا یا نہیں، اسلام آیا یا نہیں، لوگوں کی جہالت دور ہوئی یا نہیں۔ اللہ یہ بات مسلمانوں سے پوچھے گا، کیونکہ ہم دعوے دار تھے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

ایک بہت چوڑی سی پٹی ہے جو مسلمانوں کی آنکھوں پر پڑی ہوئی ہے قیامت کے دن بڑے آنر کے ساتھ جائیں گے اور اللہ کہیں گے کہ فرشتو یہ اُمتِ مسلمہ ہے اسے اوپر تخت پر بٹھا دو۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ کفار کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا فرشتوں ریجیکٹ کر دو، ان کو پہلے ہی دن ڈسٹ بِن میں پھینک دو۔ جہنم ایک بہت بڑا ڈسٹ بِن ہے۔ ان کا قصہ ختم کرو، کیوں؟

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾

ان کی جزا جہنم ہے اُس کفر کے بدلے جو انہوں نے کیا اور اُس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔

1۔ ان کا پہلا جرم کفر تھا ۔

2۔ دوسرا جرم کہ انہوں نے میری آیات کو مذاق بنایا ۔

3۔اور تیسرا جرم کہ میرے رسولوں کو مذاق بنایا،لہذا ان کو پکڑ کے جہنم میں ڈال دو۔

اکثر کیسز میں ایسا ہوتا ہے جب کسی مجرم کو ثابت کیا جاتا ہے تو اس کو اپیل کرنے کا حق دیا جاتا ہے لیکن کچھ کیسز ایسے ہوتے ہیں کہ اپیل کرنے کا بھی حق نہیں دیا جاتا۔ قیامت کے دن بالکل ایسا ہی ہے کہ اللہ ان کو اپیل کرنے کا حق نہیں دے گا کہ تم ادھر بیٹھو اور مزے کرو۔

جو بات آیت نمبر 103 سے شروع ہوئی تھی وہ اس آیت پر پوری ہوئی ہے۔ یہ وہ مضمون جس کو اس سورت کا پلر کہہ سکتے ہیں۔ "عمود سورۃ" یعنی سورت کا پلر ہے۔

دنیا کی زیب وزینت اور خوبصورتی اور اس کے پیچھے مرنا۔ جیسے دنیا میں ایک گھر بنتا ہے تو اس کے اندر پلر بھی ہوتے ہیں۔ اس مضمون کو ہم سورت کے شروع سے پڑھتے آرہے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس سورت میں آیت نمبر 7 سے شروع ہوئی تھی۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾

یہ آزمائش تھی۔ لوگ اس آزمائش میں ناکام ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ان کو ضائع کر دو۔ محنت اور کوشش دنیا کا ہر بندہ کرتا ہے۔ گناہ کا کام بھی اگر کوئی کرتا ہے تو وہ آرام سے نہیں کرتا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان جب صبح کرتا ہے تو خود کو بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ یا تو اس کو آزاد کروالیتا ہے، یا پھر گناہوں سے ہلاک کر دیتا ہے۔

ہم سب اپنے آپ کو بیچ رہے ہیں۔ کوئی اپنی طاقت بیچتا ہے، کوئی قوت بیچتا ہے، کوئی ذہانت اور صلاحیت کو بیچتا ہے، کوئی اپنا وقت اور ہنر بیچتا ہے۔ گویا کہ یہ دنیا محنت، کوشش اور عمل کی دوڑ کا

میدان ہے۔لوگ اپنی ہمت سے زیادہ بھاگ دوڑ کرتے ہیں لیکن بد قسمتی سے کچھ لوگوں کی بھاگ دوڑ اس دنیاکے لئے ہوتی ہے اور اس دنیا کے لئے خود کو بیچتے ہیں۔ عمل کیا، فائدہ بھی نہ ملا اور نقصان میں رہے۔تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ یہ دس آیات اداس کر دینے والی ہیں۔ کیازندگی کی ہماری کوشش ہے۔یہ ہے دنیا جس نے مجھے رلایا۔یہ ہے وہ دنیا جس کے پیچھے میں کھپی۔یہ ہے وہ دنیا جس کی وجہ سے میں اس کتاب سے دور ہوئی۔جہاں اس کتاب سے دور، دین سے دور، اللہ کے دین کے تقاضے نبھانے سے دور، اس آیت کو یاد کر لیں۔

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ ، ضَلَّ کا لفظ بھی اہم ہے۔انکی کوششیں بھٹک گئیں۔کوشش ہے لیکن غلط جگہ پہ ہے۔ ہتھوڑی سے بادام توڑیں تو جب ہتھوڑی بادام پر لگے گی تو اندر سے بادام نکلے گا لیکن اگر تھوڑا سا نشانہ چوکتا ہے تو وہ یہ ہتھوڑی انگلی پہ لگ جاتی ہے اور یہی ہے آج۔آخرت کے لئے کام کرنا گویا کہ بادام کے اوپر ہتھوڑی ہے اور جو دنیا کے لیے ہے وہ اپنی انگلیوں کو پھوڑنے کا کام ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جن کو آخرت مطلوب ہی نہیں۔ساری زندگی اور ساری سوچ بچار دنیا کے لئے ہے۔آخرت کے لیے کبھی کوئی پلیننگ، منصوبہ بندی نہیں کی۔اللہ کو اصل میں ان سے کیا مطوب ہے، اس کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے کی کبھی زحمت نہیں کی۔ایسے لوگوں کو محنت کا صلہ اللہ اپنی مرضی سے ان کو دنیا میں دے دیتا ہے۔آخرت میں کچھ نہیں ہے، اور یہ مضمون پیچھے گزر چکا ہے سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر اٹھارہ اور انیس میں ہی پڑھا تھا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾ جو کوئی عاجلہ کا خواہشمند ہو، اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں،

پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لیے سعی کرے جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہیے، اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہو۔

خود سے پوچھیں کیا میں طالب دنیا ہوں، یا طالب آخرت ہوں۔

یہ سب سن کر ذہن میں خیال آتا ہے کہ پھر ہم دنیا کے لئے کام کچھ نہ کریں تو پھر ضرورت کیسے پوری ہو گی۔ تو دنیا میں رہتے ہوئے ضروریات زندگی سب کی پوری ہو رہی ہیں۔ نیک اور بد دونوں کی۔ اس کے متعلق سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 20 میں پڑھ چکے ہیں۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

اِن کو بھی اور اُن کو بھی، دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامان زیست دیے جا رہے ہیں، یہ تیرے رب کا عطیہ ہے، اور تیرے رب کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

وہ اللہ سب کو دیتا ہے۔ جو اللہ کے حکموں پہ چلتا ہے، اللہ کی مانتا ہے، کیا اللہ اس کو نہیں دے گا۔ سورت طلاق میں آتا ہے وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ اللہ وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا۔ تو پھر انسان کیا کرے؟

ایمان والا بندہ دنیا کی فکروں سے بے نیاز ہو جائے۔ میرے سارے فکر میرے رب کے ہاتھ میں ہیں۔

ان سے بے نیاز ہو کر آخرت کو اپنا مطلوب اور مقصود بنا لیں۔ فکریں اتار کر پھینک دیجئے۔ حتیٰ کہ اپنے پیاروں کی موت کی فکر بھی اتار دیں۔

ایک چھوٹا سا بچہ حارثہ، غزوہ بدر کے لئے ماں سے ضد کر کے گیا، بالکل جوان بچہ تھا، ماں بیوہ بھی تھی اور اکیلی بھی تھی۔ کہا ماں مجھے جانے دو، اگر میں زندہ بچ گیا تو تجھے مل لوں گا نہیں تو جنت میں تیرا انتظار کروں گا۔ اب کیا ہوا کہ ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی مسلمان تیر ٹھیک کر رہے تھے تو ایک تیر غلطی سے چلا اور وہ بچے کو لگا اور وہ بچہ مر گیا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ سب لوگ خوشی خوشی واپس آ رہے ہیں اور وہ ماں بھی خوشی سے جاتی ہے کہ میرا بچہ واپس آ گیا ہو گا لیکن اس کا بچہ نہیں آیا۔ جب نہیں ملا تو دل میں خوش ہوتی ہے کہ چلو نہیں آیا تو شہید تو ہو گیا ہے۔ اتنے میں ایک شخص جو اس موقع پر موجود تھا اس نے اس عورت کو بتا دیا کیا ماں تیرا بچہ نہ تو شہید ہوا اور نہ وہ واپس آیا ہے۔ وہ تو مسلمانوں کے تیر سے لگ کے مر گیا۔ اب یہ ماں اپنا غم لے کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتی ہیں فرماتی ہیں اللہ کے نبی میرے ساتھ کیا ہوا؟ اللہ نے میرے بچے کو قبول نہیں کیا۔ ایسی مائیں تھیں۔

آخرت کو اپنا مطلوبہ اصل بنائیں۔ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہ ، لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ

پھر دیکھیں زندگی کیسی ہوتی ہے۔ یہ ہم نے خود کو دنیا کے غم لگا کر دنیا کے کام اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہاتھ تو بڑے چھوٹے ہیں۔ کتنے سے کام کریں گے۔ اللہ کی نگاہوں میں جو ہم اپنے کاموں کے لئے بڑی عقلمندیاں کرتے ہیں۔ گہرا سانس لے کر اللہ کے حوالے سب کام کر کے کہیں کہ اللہ مجھے اس دنیا کے لئے ضائع نہ کرنا۔ یہ گھاٹے کا سودا ہے۔ محنت بھی گئی اور نقصان بھی ہوا،

یہ سب دنیا میں کھو گیا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ایک دوسرا دھوکہ ہے۔ اُمتِ مسلمہ تو ایسی قوم ہے کہ؛ قوم کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔

جب قوموں میں سے احساس زیاں جاتا ہے، تو وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ ہمارا بہت کچھ جا رہا ہے یہ بھی نقصان ہے لیکن اس ضائع ہو جانے کا احساس بھی ضائع ہو جانا یہ اور بڑا نقصان ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ کو ہمارے بچے کیسے چاہیں۔ آج اللہ سے پوچھیں کہ اللہ تو مجھے کیسا دیکھنا چاہتا ہے؟

پھر واپس نظر دوڑائیں، کیا ہم سب ایسے ہیں۔ ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے دیکھنے کا معیار کچھ اور ہے اللہ کا معیار کچھ اور ہے۔ آج ہمارا نقطہ نظر اللہ کے نقطہ نظر سے مختلف ہے۔ اس درد کو کوئی محسوس کر لے تو شاید اس کو فائدہ ہو جائے۔ ایک دفعہ اس دنیا کو پیچھے کی دیوار بنا کر تو دیکھیں، آخرت کو سامنے بنالیں، ہم پلٹیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس سے نواز دیں گے آخرت میں۔ لہٰذا اس کی فکر کرنی ہے۔